ڈاکٹر عبدالرحمن فیصل

استاد، شعبۂ اردو

یونیورسٹی آف الٰہ آباد، پریاگراج، ہندوستان

پلاٹ: ارسطوئی تصور اور روسی ہیئت پسندوں کا تصور

Abstratc:

In Modern times the study of narrative has been completely changed the reading of fiction. Narrative's Scholars have studied fictional literature with reference to narrative elements or sturcture, which has yielded surprising results. In fictional criticism, it is not enough to just tell the story. Rather, through the study of narrative, it has now acquired the status of discipline and science. Several articles have been written in urdu on the subject of plots. This article is also a link in the same chain. The article presents a study of the Aristotelian and the Russian concept of plot and points out the changes that are to take place. The article is based entirely on the concept of plot in fictional narrative.

Key Word: narrative, structure, criticism, fictional

کائنات میں واقعات کا سلسلہ انسان کے وجود کے ساتھ ہی شروع ہو گیا۔ بوطیقا میں ارسطو لکھتا ہے کہ زندگی عمل سے عبارت ہے۔ ازل سے ہی عمل کا ایک لامتناہی سلسلہ کائنات میں جاری ہے۔ ایک بیانیہ نگار واقعات کے اسی لامتناہی سلسلے سے منتخب واقعات کے مجموعوں کی مدد سے ایک بیانیہ تشکیل دیتا ہے۔ یہ بات بھی ارسطو کی بوطیقا میں درج ہے اگرچہ وہ نقل کے تصور کی روشنی میں پیش کی گئی ہے:

> ''ایک شخص کی زندگی میں ان گنت واقعات پیش آتے ہیں اور انہیں کسی وحدت میں مختصر نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح ایک شخص ایسے بہت سے کام کرتا ہے جن سے کوئی واحد مربوط عمل نہیں برآمد ہو سکتا......... ہومر جو اور خوبیوں کی طرح یہاں بھی تمام شعرا میں ممتاز ہے خداداد صلاحیت یا کمال فن کی وجہ سے صداقت کو بڑی خوبی سے سمجھ لیا ہے۔ ''اوڈیسی'' کو نظم کرتے وقت اس نے اوڈیسی کے تمام کارناموں اور واقعات کو نہیں لیا۔''[۱]

مذکورہ بالا اقتباس پیش کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ بیانیہ ہمیشہ منتخب واقعات کے مجموعوں سے ہی تشکیل دیا جاتا ہے۔ یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ ارسطو کے نزدیک بھی المیہ کے خام مواد اور المیہ متن میں فرق ہے۔ لیکن ارسطو کے اس تصور میں وہ فرق نہیں جو روسی ہیئت پسندوں کے یہاں fabula اور syuzet میں ہے۔ بلکہ اس کے نزدیک تمام بیانیوں کا خام مواد خارج میں موجود واقعات کا لا متناہی سلسلہ ہے۔ جو پہلے سے ہی مادّہ/ معروض (Meterial) کی شکل میں موجود ہے۔

بیانیہ متن میں واقعات کی فن کارانہ ترتیب کو ہی ارسطو نے پلاٹ کا نام دیا ہے۔ ارسطو نے پلاٹ کے تصور کو المیہ کے نقطۂ نظر سے پیش کیا ہے کیوں کہ وہ المیہ میں عمل کی نمائندگی کو ہی بہتر تصور کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے:

"المیہ کسی عمل کی نمائندگی کرتا ہے۔ جہاں عمل ہو گا وہاں ایسے فاعل بھی ہوں گے جو عمل کو انجام دیں۔ اور جب فاعل ہوں گے تو فکر اور کردار دونوں اعتبار سے ان کے کچھ امتیازی صفات بھی ضروری ہوں گے کیوں کہ انھیں کے حوالے سے ہم عمل کی بھی تعریف و تخصیص کرتے ہیں۔ اور یہی دو فطری سر چشمے ہیں جن سے حرکت و عمل کا دھارا پھوٹتا ہے اور بالآخر عمل ہی پر ساری کامیابی ناکامیابی کا دار و مدار ہوتا ہے۔ لہٰذا عمل کی نمائندگی ہی المیہ کا پلاٹ ہے۔ کیوں کہ پلاٹ سے میں واقعات کی ترتیب مراد لے رہا ہوں۔" (۲)

اسی بحث میں آگے چل کر ارسطو المیہ کے اجزاء پر گفتگو کرتا ہے کہ کن کن اجزاء سے مل کر ایک مکمل المیے کا متن تشکیل پاتا ہے۔ وہ چھ اجزا کا ذکر کرتا ہے۔ پلاٹ، کردار، کلمہ بندی، سینری اور گیت۔ "یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ ہم المیہ پر گفتگو نہیں کر رہے ہیں بلکہ ہمارا مقصد واقعہ اساس صنف میں پلاٹ کے تصور کا مطالعہ ہے۔ ارسطو نے مذکورہ بالا اجزاء کو المیہ متن کے لیے ضروری تصور کیا ہے۔ لیکن ان سب میں واقعات کی ترتیب کو ہی وہ مقدم سمجھتا ہے۔ ایسا اس لیے ہے کہ اگر واقعات کی ترتیب کو تھوڑی دیر کے لیے منہا کر کے دوسرے اجزا پر غور کریں تو یہ تمام اجزا انہیں واقعات کے ذریعہ ہی تشکیل پاتے ہیں گویا یہ سب ان واقعات میں موجود ہوتے ہیں۔ اسی لیے ارسطو کے نزدیک "پلاٹ المیہ کا اصل الاصول یعنی روح ہے"۔

ظاہر ہے جب ارسطو واقعات کی ترتیب کی بات کہہ رہا ہے تو اس کے ذہن میں اس سوال کا جواب بھی ہو گا کہ ان واقعات کی ترتیب کیسی ہونی چاہیے۔ پلاٹ اور اس کے حدود کے باب (۷) میں وہ پلاٹ کی ساخت کے بارے

میں گفتگو کرتا ہے۔ اس کے نزدیک پلاٹ میں ایک آغاز، وسط اور انجام ہونا چاہیے اور اس ربط میں ایک منطقی ترتیب ہو۔ جیسا کہ وہ لکھتا ہے:

"المیہ کسی عمل کی نمائندگی ہے جو بہ ذاتِ خود مکمل، سالم اور ایک خاص حجم کا حامل ہو۔ حجم کی شرط اس لیے ہے کہ ممکن ہے کوئی عمل اپنی جگہ پر سالم تو ہو لیکن حجم سے خالی ہو۔ سالم اسے کہتے ہیں جو آغاز، وسط اور انجام رکھتا ہو۔ آغاز کے لیے ضروری نہیں کہ اس کے پہلے بھی کچھ ہو چکا ہو اور اس کا آغاز سے وہی تعلق ہو جو علت اور معلول میں ہوتا ہے۔ مگر آغاز کے بعد کوئی چیز فطری طور پر موجود یا واقع ہوتی ہے۔ اس کے بر خلاف انجام وہ ہے جو فطری طور پر کسی وقوعے کے عقب میں آئے چاہے از روئے قاعدہ چاہے ضرورتاً، لیکن انجام کے بعد کچھ اور نہیں واقع ہوتا۔ وسط وہ جس سے پہلے بھی کچھ ہوتا ہے اور جس کے عقب میں بھی کچھ آتا ہے لہٰذا خوبی سے تعمیر کیا ہوا پلاٹ وہ ہے جو ان اصولوں کی پابندی کرے الل ٹپ شروع یا ختم نہ ہو۔"(۳)

مذکورہ اقتباس میں ارسطو نے آغاز کے متعلق جو بات کہی ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ اس کے پہلے بھی کچھ ہو چکا ہو اور اس کا تعلق آغاز سے بھی منطقی طور پر استوار ہو۔ دراصل اس میں یہ بات بھی مضمر ہے کہ واقعات کے لامتناہی سلسلے سے ہی منتخب واقعات کی مدد سے پلاٹ کی تعمیر کی جاتی ہے اور جب یہ بات تسلیم کر لی جاتی ہے تو بیانیہ متن اور واقعات کی لامتناہی سلسلے کے، جسے آسانی کے لیے بیانیہ متن کا خامِ مواد کہہ سکتے ہیں، درمیان فرق صاف نظر آنے لگتا ہے۔ اسی بحث سے ایک اور نکتہ بر آمد ہوتا ہے جو بیانیہ متن اور بیانیہ متن کے خامِ مواد کی زمانی ترتیب سے تعلق رکھتا ہے۔ لیکن اس پر گفتگو تاخیر سے ہوگی۔

ارسطو جب یہ بات کہتا ہے کہ ایک المیہ نگار زندگی میں پیش آنے والے ان گنت واقعات میں سے اپنے موضوع کی مناسبت سے واقعات منتخب کر کے پلاٹ کی تعمیر کرتا ہے اور انھیں فن کارانہ ترتیب سے مزئین کرتا ہے تو دراصل وہ اس پلاٹ سے حاصل ہونے والے وحدت کی بات کر رہا ہوتا ہے۔ یعنی منتخب واقعات سے مرتب پلاٹ میں ایک وحدت ہوتی ہے۔ یہاں ارسطو کا یہ قول ناگزیر ہے کہ وہ ہومر کی نظم "اوڈیسی" کا حوالہ دیتے ہوئے کہتا ہے کہ اس نے اوڈی سیوس کے تمام کارناموں اور واقعات کو نہیں لیا۔ مثلاً "کوہ پارناسس پر اس کی زخم خوردگی، جب یونانی لشکر جمع ہو رہے تھے اس وقت اس کا نقلی جنون، اور ایسے واقعات جن کے درمیان کوئی

ضروری یاقرین قیاس ربط نہ تھااس نے نظرانداز کر دیے ہیں۔ بلکہ اس نے اوڈیسی اور الیڈ کو بھی ایسے واقعات کے گرد تعمیر کیا جسے ہمارے معنوں میں واحد کہا جا سکتا ہے۔"(۴)

اس طریقہ کار سے ارسطو یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ "جس طرح دوسرے نمائندگی کرنے والے فنون میں ہوتا ہے کہ اگر نمائندگی کا موضوع واحد ہے تو نمائندگی کو بھی واحد کہا جائے گا، اسی طرح پلاٹ، جو کسی عمل کو پیش کرتا ہے، اس کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ کسی واحد و سالم عمل کو پیش کرے اور اس عمل کے مختلف حصص میں اس طرح کا تعمیری ربط ہونا چاہیے کہ اگر کسی ایک کی جگہ بدل دی جائے یا اسے حذف کر دیا جائے تو سارے کا سارا بد نظم یا درہم برہم ہو جائے کیوں کہ ایسی چیز جس کی موجودگی یا غیر موجودگی سے کوئی فرق نہ دکھائی دے، مکمل ڈھانچے کا نامیاتی حصہ نہیں ہو سکتی۔"(۵)

ارسطو کے اس نتیجہ سے دو باتیں صاف ہیں کہ ایک تو یہ کہ واقعات کی ترتیب میں تعمیری ربط منطقی بنیادوں پر ہونا چاہیے۔ اور ہر واقعہ صرف اپنے موضوع کو نمایاں کرتا ہوا یا اسے ایک وحدت میں ڈھالتا ہوا ہونا چاہیے اور اگر کوئی واقعہ اس تعمیری ربط کی منطقی بنیاد سے باہر ہے تو عیب تصور کیا جائے گا، جسے ارسطو مکمل ڈھانچے کا نامیاتی حصہ تصور نہیں کرتا۔ جیسا کہ بعد کے فکشن تنقید نگاروں نے افسانوی بیانیہ کے حوالے سے یہ بات کہی ہے کہ اگر کوئی بندوق کسی دیوار پر ٹنگی دکھائی جاتی ہے اور اس بندوق کا استعمال پورے بیانیہ متن میں کہیں نہیں ہوتا ہے تو وہ اس بیانیہ کا عیب تصور کیا جائے گا۔

واقعات کی اس منطقی ترتیب یعنی سبب نتیجے کی منطق کا ذکر ارسطو نے بار بار کیا ہے۔ "المیہ محض کسی مکمل عمل کی نمائندگی نہیں ہے بلکہ اس عمل میں ایسے ایسے واقعات ہوتے ہیں جن سے خوف اور دردمندی کے جذبات متحرک ہوتے ہیں۔ ایسا تاثر اس وقت بہترین طریقے سے پیدا ہوتا ہے جب واقعات اچانک رونما ہوں اور یہ تاثر اس وقت شدید تر ہو جاتا ہے جب غیر متوقع ہونے کے ساتھ ساتھ واقعات میں علت اور معلول کا رشتہ بھی ہو۔"(۶)

اسی طرح پلاٹ کی اقسام میں پیچیدہ پلاٹ کی تعریف میں وہ کہتا ہے:

> "تبدیلِ حال، تقلیب یا دریافت یا دونوں ہی کے ساتھ رونما ہو۔ تقلیب یا دریافت کو ایسا ہونا چاہیے کہ وہ پلاٹ کے داخلی ڈھانچے ہی سے نمودار ہوں تا کہ جو کچھ ان کے بعد آئے وہ گذشتہ واقعات کا لازمی یا قیاسی نتیجہ ہی ہو۔"(۷)

یعنی کہ واقعات کے مجموعوں میں یہ التزام ہوناچاہیے کہ آئندہ آنے والا واقعہ لازماً گذشتہ واقعہ کا نتیجہ ہو۔

اس بحث کو آگے بڑھانے سے پہلے شمس الرحمن فاروقی کے اس قول پر بھی غور کرتے چلیں۔ وہ اپنی کتاب افسانے کی حمایت میں ''میں پلاٹ کا قصہ ''عنوان کے تحت ارسطوئی پلاٹ کے نکات کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ :

> ''ارسطو کے خیالات کا ایک اہم نتیجہ یہ ہے کہ چوں کہ افسانے کے لیے پلاٹ ضروری ہے اور پلاٹ سے مراد ہے واقعات کی ایسی ترتیب جن میں آپس میں آغاز، وسط اور انجام کا رشتہ ہو اور اس ترتیب میں ایک تعمیری ربط ہو لہٰذا افسانہ قائم ہونے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس میں بیان کردہ واقعات میں علت و معلول(cause and effect)کا رشتہ ہو۔''(۸)

مذکورہ بالا تحریر میں صرف ایک جملہ ''لہٰذا افسانہ قائم ہونے کے لیے ضروری ہے ''ارسطو کے پلاٹ کی تعریف سے خارج ہے۔ پلاٹ کے مذکورہ تمام مباحث میں کہیں بھی یہ ذکر نہیں ملتا کہ المیہ قائم ہونے کے لیے واقعات میں صرف علت و معلول کا ہونا ضروری ہے۔ یہ تصور ایسے ہی ہے جیسے پلاٹ=افسانہ یا پلاٹ=المیہ۔ بلکہ وہ یہ کہتا ہے کہ پلاٹ یعنی واقعات کی ترتیب میں علت و معلول کا التزام ضروری ہے یہ بھی المیہ کے دوسرے اجزا کی طرح ہی ایک اہم عنصر ہے۔ جیسا کہ خود ارسطو کی تحریر کا یہ حصہ دیکھیں جس کا ذکر گذشتہ صفحات میں بھی آچکا ہے۔ ''المیہ محض کسی مکمل عمل کی نمائندگی نہیں۔ بلکہ اس عمل میں ایسے بہت سے واقعات ہوتے ہیں جس سے خوف اور دردمندی کے جذبات متحرک ہوتے ہیں۔ ایسا تاثر اس وقت بہترین طریقے سے پیدا ہوتا ہے جب واقعات اچانک رونما ہوں اور ان میں علت و معلول کا رشتہ ہو۔''(۹)

یعنی یہ کہا جا سکتا ہے کہ پلاٹ تو صرف واقعات کو ایک وحدت میں ڈھالتا ہے۔ اور ارسطو کے مطابق المیہ تو اپنے مختلف اجزا کی تجسیم کے بعد ہی مکمل ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے افسانہ قائم ہوا یا نہیں یہ افسانوی متن کی تعمیر کے بعد ہی معلوم ہوتا ہے اور اسے قائم کرنے میں افسانے کے تمام عناصر مل کر کام کرتے ہیں۔

واقعہ اساس اصناف (المیہ) میں پلاٹ کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے اسی لیے ارسطو نے یہ نتیجہ نکالا کہ شاعر یا تخلیق کار کو پلاٹ کا خلاق ہونا چاہیے۔ بالکل اسی طرح کہ موضوع، واقعہ، کردار، زمان و مکان یکساں تو ہو سکتے ہیں لیکن ان کی فن کارانہ ترتیب اور پیش کش انھیں ایک دوسرے سے ممتاز کرتی ہے۔

ایک بات کا ذکر یہاں اور ضروری ہے کہ ارسطو شاعر کے متعلق کہتا ہے کہ :

"وہ شاعر اس لیے ہے کہ اس کا فن نمائندگی ہے اور وہ چیز جس کی نمائندگی وہ کرتا ہے انسانی اعمال ہیں۔ اور اگر حسن اتفاق سے اس کا موضوع کوئی تاریخی واقعہ ہو تو بھی وہ شاعر ہی رہتا ہے، کیوں کہ کوئی وجہ نہیں کہ بعض واقعات جو در حقیقت پیش آچکے ہیں، قانون امکان یا قانون احتمال کی رو سے ممکن نہ ہوں اور ان واقعات کی اس صفت کی وجہ سے شاعر ان کا گوئندہ یا خلاق ہوتا ہے۔"(۱۰)

مذکورہ اقتباس میں ارسطو واقعہ کی صفت کی بناپر شاعر کو اس واقعہ کا خلاق کہہ رہا ہے۔ لیکن واقعے کی وہ صفت جس کا ذکر وہ کر رہا ہے، کس سبب پیدا ہو رہی ہے اگر وضاحت کرتا تو ارسطو تخلیقی ادب اور نمائندگی کے ادب میں بھی فرق کرتا۔ اس نے تخلیقی اور غیر تخلیقی ادب میں فرق تو کیا ہے لیکن دونوں کو نمائندگی کے فن تک محدود کر دیا ہے۔

بیانیہ متون کی تفہیم و تجزیہ میں پلاٹ کا جو نیا تصور سامنے آیا وہ روسی ہیئت پسندوں کی عطا ہے۔ روسی ہیئت پسند نقاد بورس توماشیوسکی (Boris tomasheovisky) نے بیانیہ کے خام مواد کو Fabula اور بیانیہ متن کو Syuzet کا نام دیا ہے۔ یعنی واقعات کا وہ ماخوذ مجموعہ جو کسی منتخب متن کی تشکیل میں استعمال کیا جاتا ہے Fabula کہلاتا ہے اور مکمل بیانیہ متن Syuzet کہلاتا ہے۔

بیانیہ کے تجزیہ میں روسی ہیئت پسندوں کا مرکزی تصور Fabula (بیانیہ متن کا خام مواد) اور متنِ افسانہ (syuzet) ہی رہا ہے۔ اس تصور کو بورس توماشیوسکی سے پہلے بھی دوسرے نظریہ سازوں نے اسے آگے بڑھایا ہے۔ وکٹر شکلوسکی نے کہانی اور متنِ افسانہ کے درمیان فرق کی وضاحت کی ہے۔ وہ لکھتا ہے:

> "The idea of Plot[siuzhet] is too often confused with the description of events--with what I propose provisionally to call the story[fabula]. The story is, infact, only material for plot formulation." (۱۱)

شکلوسکی کا مزید یہ بیان جس میں وہ صاف طور سے کہہ رہا کہ siuzhet ایک تعمیر ہے جو واقعات، کردار اور وقت کی ترتیب کو پیش کرتا ہے۔ اقتباس ملاحظہ کریں:

> A distinction between the "events in the work and "the siuzhet"in the work. siuzhet is not the event that takes place in

the short story or novel. Siuzhet is a construction which, having resource to event charachters, and settings compressing time or transposing it, creats as a tesult a certain perceptible phenomenon. which is experienced the way the author wishes us to experience it."[١٢]

۔شکلوسکی کے ان دونوں بیانات سے صاف ظاہر ہے کہ وہ Fabula اور syuzet میں فرق کر رہا ہے۔ لیکن اگر دیکھا جائے تو یہ بھی کسی حد تک ارسطو کے پلاٹ کی ہی طرح ہے۔

توماشیوسکی کی تعریف تقریباً ویسی ہی معلوم پڑتی ہے جو ہمیں شکلوسکی کے یہاں نظر آتی ہے، لیکن توماشیوسکی کے یہاں ہمیں واقعات کی زمانی ترتیب کے تبدیل ہونے کا حوالہ بھی ملتا ہے جو کہ ارسطوئی پلاٹ کے تصور سے مختلف ہے اور Fabula، Syuzet کے درمیان واضح فرق کرتا ہے:

Plot is distinct form story. Both include the same event but in the plot the events are arranged and connected according to the orderly sequence in which they were presented in the work. (Tomashevski: Thematic: 67)[١٣]

مذکورہ اقتباس سے دو باتیں صاف ہیں:

۱۔ دونوں کی تشکیل یکساں واقعات کے مجموعوں سے ہوتی ہے۔

۲۔ لیکن پلاٹ میں واقعات کی ترتیب اس کی پیش کش کے مطابق ہوتی ہے۔

یعنی بیانیہ میں واقعات کی وہ ترتیب قائم نہیں رہتی جو fabula میں رہتی ہے۔ یعنی یہ کہا جا سکتا ہے کہ پہلی چیز جو دونوں میں فرق کرتی ہے وہ واقعات کی زمانی ترتیب ہے۔ اگر ہم توماشیوسکی کی یکساں واقعات والی بات تسلیم کرتے ہیں تو یہ تصور بھی تسلیم کرنا ہوگا کہ fabula سے آگاہی ہمیں بیانیہ متن کی قرأت کے دوران میں ہی ہوتی ہے۔

داستان کی شعریات پر گفتگو کرتے ہوئے فاروقی نے Fabula اور Suizhet پر عمدہ گفتگو کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"جب ہم کوئی ایسی تحریر کا مطالعہ کرتے ہیں جس میں کوئی واقعہ بیان ہوا ہے تو ہم دو چیزوں کا مطالعہ کرتے ہیں ایک تو وہ واقعات جنھیں اس بیانیہ میں درج کیا گیا ہے۔ اور دوسری وہ تحریر یا بیانیہ متن یا بیانیہ کلام (narrative discourse) ہے جس کے ذریعہ ہمیں اس بیانیہ میں درج واقعات سے واقفیت حاصل ہوتی ہے۔ یعنی وہ واقعات جو بیان کیے گئے اور وہ وسیلہ (یعنی زبان/متن) جس کے ذریعہ وہ حالات و کوائف بیان کئے گئے ایک ہی شے نہیں ہیں۔"[۱۴]

گویا فاروقی بیانیہ متن اور ان واقعات میں جو بیانیہ متن کی تشکیل میں خام مواد کا کام کرتے ہیں فرق کر رہے ہیں۔ اور اس کا جواز وہ یہ پیش کرتے ہیں کہ "بیان کی دنیا میں داخل ہو کر واقعات کی نوعیت کچھ نہ کچھ بدل جاتی ہے کیوں کہ اب وہ ان الفاظ کے محکوم ہیں جن کے ذریعہ ان کو منظرِ عام پر لایا جائے گا۔"[۱۵]

فاروقی اصل واقعے اور بیان کردہ واقعے میں فرق کر رہے ہیں۔ اگر اسے اس طرح کہیں کہ اصل شے اور اس شے کا بیان دونوں ایک چیز نہیں ہیں تو غلط نہ ہوگا۔ اس کی مثال میں فاروقی نے جلتی ہوئی الاؤ میں ہاتھ ڈالنے کا واقعہ بیان کیا ہے کہ آگ میں ہاتھ جلنے کے وقت جو محسوسات ہمارے ہوتے ہیں ان کا اظہار الفاظ کے ذریعے ہو تو گویا ہم ان الفاظ سے دوچار ہو رہے ہیں۔ اصل واقعے سے نہیں اور دوسری تفصیلات کا صرف وہ حصہ اظہار میں آتا ہے جسے ہم ادائے مطلب کے لیے کافی سمجھتے ہیں۔

اس بحث سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ کسی بھی بیانیہ میں ہم بیانِ واقعات سے دوچار ہوتے ہیں جس ترتیب سے دوچار ہوتے ہیں اور جس نقطۂ نظر یا زاویے سے ان واقعات کو دیکھتے ہیں ان میں اور ان واقعات میں جو اس بیانیہ متن کا خام مواد ہیں ایک امتیاز قائم ہو جاتا ہے۔

بیانیہ متن اور فیبولا (fabula) کے مابین امتیاز کی تفہیم کے لیے ان دونوں کے درمیان تفاعل کا مزید مطالعہ کرنا ہوگا۔ اگر "واقعات کے مجموعوں کو مفرد اکائیوں کی شکل میں تبدیل کر لیں۔ مثلاً ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، اور اب یہ مان لیں کہ ایک بیانیہ نگار نے ان واقعات کو جو مفرد اکائیوں کی شکل میں ہمارے سامنے ہیں، منقلب تکنیک میں مرتب کیا ہے۔"[۱۶] مثلاً ایک بیانیہ متن ہمارے سامنے ہے جس میں واقعات کی ترتیب ۹۔ ۸۔ ۷۔ ۶۔ ۵۔ ۴۔ ۳۔ ۲۔ ۱، ہے یعنی یہ کہا جا سکتا ہے کہ اختتام پہلے بیان ہوا اور آغاز بیانیہ متن کے بالکل آخر میں آیا ہے۔ لیکن جب قاری اس طرح مرتب کیے گئے متن کا مطالعہ کرتا ہے تو قرأت مکمل ہونے کے بعد ہی واقعات کی فطری ترتیب اس کے ذہن میں مرتب ہو جاتی ہے۔ جیسے کہ وہ اصل میں وقوع پذیر ہوئے تھے۔ جیسا کہ ذکر آیا کہ

بیان کئے گئے واقعے اور اصل واقعے میں ایک فرق قائم ہوتا ہے۔" اس سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ ایک ہی بیانیہ متن میں بیان کی دو سطحیں موجود ہیں۔ایک سطح واقعات کے فطری وقوع پذیر ہونے کی اور ایک سطح ان کے بیان کی ترتیب کی ہے۔ پہلی سطح کو fabula(بیانیہ متن کا خام مواد/کلام مطلق/کہانی) اور دوسری سطح کو Syuzet(بیانیہ متن) کہتے ہیں۔

مذکورہ بالا پیرا گراف میں دو تین باتیں بہت اہم ہیں۔

۱۔ بیانیہ متن کی تشکیل کئی طریقوں سے کی جاسکتی ہے۔یعنی بیانیہ متن میں واقعات کی ترتیب ایک تو وہ ہو سکتی ہے جو کہ فطری ہے اور دوسری ترتیب وہ ہو سکتی ہے جس کی طرف اوپر مفرد اکائیوں کے ذریعہ بتایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت سی شکلیں بن سکتی ہیں۔ گویا بیانیہ میں واقعات کا بیان ایک لچک دار عمل ہے۔

۲۔ بیانیہ کا قاری بیانیہ متن اور بیانیہ متن کے خام مواد سے بیک وقت متعارف ہوتا ہے۔ گویا fabula اور syuzet ایک دوسرے سے آزاد وجود نہیں رکھتے ہیں۔یعنی syuzet کے ساتھ ہی fabula کی بھی تشکیل ہوتی ہے اس طرح یہ کہا جاسکتا ہے کہ fabula ایک تجریدی تصور ہے۔

۳۔ Syuzet میں واقعات کی وہی زمانی ترتیب نہیں ہوتی ہے جو fabula میں ہوتی ہے۔کیوں کہ fabula واقعات کے لا متناہی معروضی زمانی(Temporal time) ترتیب کا پابند ہوتا ہے۔

اس گفتگو سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ fabula اور syuzet بیانیہ کی دو بہت حقیقی اور اہم جہتیں ہیں۔ لیکن یہ بھی صحیح ہے جیسا کہ اوپر نمبر ۲ کے تحت کہا گیا ہے کہ دونوں الگ ہوتے ہوئے بھی آزاد وجود نہیں رکھتے ہیں۔ شکوہ محسن مرزا ان دونوں کے رشتہ کو استبعادی(paradoxical) کہتے ہیں اور اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "نظری سطح پر کہانی، متنِ افسانہ سے پہلے موجود ہوتی ہے۔ اور مصنف کے نقطۂ نظر سے متنِ افسانہ(suzet) ان واقعات کی باز گوئی ہے۔ جو کہانی(fabula) میں موجود ہیں۔ مصنف ان واقعات کو از سرِ نو مرتب کرتا ہے جن میں بعض کو نظر انداز کرتا اور بعض کو زیادہ روشن کر کے پیش کرتا ہے اس عمل میں مصنف لازماً "واقعات کے تسلسل" کو "واقعات کی اکائیوں" میں توڑتا ہے۔" جنھیں وہ بیانیہ متن کی مخصوص ہیئت کا لحاظ کرتے ہوئے دوبارہ مرتب کرتا ہے۔ یعنی متن افسانہ خیال یا غیر موجود واقعات کے تسلسل سے از سرِ نو تعمیر کیا جاتا ہے۔"[۱۷]

مذکورہ اقتباس سے یہ بالکل صاف ہے کہ منطقی یا فطری طور پر fabula خارجی دنیا یا خیال کی غیر ماڈی دنیا میں بیانیہ متن سے پہلے وجود رکھتا ہے۔یعنی کہ بیانیہ متن مرتب کرتے ہوئے واقعات کی تجریدی اور فطری زمانی ترتیب کا حوالہ بھی مسلسل موجود رہتا ہے۔جب یہ تصور کر لیا جاتا ہے کہ fabula بیانیہ متن سے پہلے اپنا وجود رکھتا ہے تو خصوصاً اس نوع کے بیانیہ کی تعمیر جس میں واقعات یا ان واقعات کی زمانی ترتیب عوام کو پہلے سے معلوم ہوتی ہے (مثال کے طور پر تاریخی، اساطیری اور سوانحی بیانیہ)، پیچیدہ معلوم ہوتی ہے۔ یہاں ارسطو کا حوالہ بھی ناگزیر معلوم ہوتا ہے۔ جہاں وہ کہتا ہے کہ "شاعر جس چیز کی نمائندگی کرتا ہے انسانی اعمال ہیں اور اگر حسنِ اتفاق سے اس کا موضوع کوئی تاریخی واقعہ ہو تو بھی وہ شاعر ہی رہتا ہے کیوں کہ کوئی وجہ نہیں کہ بعض اوقات جو درحقیقت پیش آچکے ہیں، قانون امکان یا قانون احتمال کی رو سے ممکن نہ ہوں اور ان واقعات کی اس صفت کی وجہ سے شاعر ان کا خلاق ہوتا ہے۔"(۱۸)

اگر ارسطو کے اس بیان میں بیانیہ کا وہ تصور نہیں ہے جو روسی ہیئت پسندوں یا وضعیاتی نظریہ سازوں کا ہے۔ لیکن اتنی بات تو بالکل صاف ہے کہ اگرچہ کسی واقعے کا تاریخی یا زمانی تسلسل کسی معاشرے میں عام طور پر پہلے سے مشہور ہوں لیکن اس کے باوجود جب وہ واقعہ کسی بیانیہ متن کا حصہ بنتا ہے تو وہ ایک مخصوص مصنف کی منفرد تخلیق تصور کی جائے گی۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک بیانیہ متن ایک تاریخی یا تہذیبی fabula کو ایک منفرد فن پارے میں منقلب کر دیتا ہے۔ جس کی تشکیل/تعمیر کے اپنے مخصوص بنیادی اصول ہیں۔

انتظار حسین کے اساطیری بیانیوں کے مطالعہ سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بیانیہ ساز بیانیہ متن میں اساطیر کی مدد سے کردار کے تاریخی شعور یا اس کے ذاتی حالات و کوائف کا بیان کرتا ہے۔ یہ بیان بالکل معاصر اور ذاتی بھی ہو سکتا ہے لیکن ایسا اسی صورت میں ممکن ہو گا جب بیانیہ ساز موضوع کے اعتبار سے بیانیہ متن میں واقعات کو مخصوص زاویۂ نظر سے ترتیب دے۔اس سے یہ نقطہ بھی روشن ہوتا ہے "کہ بیانیہ متن میں واقعات کی ترتیب دراصل معنی کی تقلیب کا عمل ہے۔"۱۹

جیسا کہ پہلے ذکر آچکا ہے کہ fabula اور syuzet میں رشتہ استبعادی ہوتا ہے یعنی fabula بیانیہ سے پہلے وجود رکھتا ہے اور بیانیہ متن ان واقعات کی باز گوئی ہے جو fabula میں موجود ہیں۔ لیکن جب قاری کسی بیانیہ متن کا مطالعہ کرتا ہے تو بیک وقت وہ بیانیہ متن اور fabula سے متعارف ہوتا ہے یعنی قرأت کے دوران ہی بیانیہ متن سے fabula نمو کرتا ہے اور جب وہ ان دونوں کو ایک دوسرے کے مدِّ مقابل رکھتا ہے تو بیانیہ متن

اور fabula کے درمیان امتیاز قائم ہوتا ہے۔ گویا دونوں میں ایک تقابل کا رشتہ ہے جسے ہم بیانیہ متن اور fabula کا جدلیاتی رشتہ کہہ سکتے ہیں۔ ان دونوں کے مابین اسی جدلیاتی رشتے کے تجزیہ سے واقعہ سازی، زمانی ترتیب سازی، زاویۂ نظر اور سبب و نتیجے کے رشتے کی تشکیل کے مراحل و ماخذ حاصل ہوتے ہیں۔ جن کی مدد سے fabulaاورsyuzet کے مطالعے کو بیانیہ متن کا بنیادی وسیلہ بنایا جاسکتا ہے۔

روسی ہیئت پسند نظریہ سازوں کے بعد وضعیاتی اور بیانیات کے نظریہ سازوں نے fabulaاور syuzet کا تجزیہ زبان کے حوالے سے پیش کیا ہے۔ ژرار ژنیت نے بیانیہ میں درج کردہ واقعات کو مدلول (Signified) اور بیانیہ متن یا کلام کو دال (Signifier) میں تبدیل کرکے fabulaاورsyuzet کا مطالعہ کیا ہے اور چوں کہ دال کے بغیر مدلول کا کوئی وجود نہیں اس طرح بیانیہ متن میں دونوں کے گہرے جدلیاتی رشتے کی وضاحت زبان کے حوالے سے پیش کی ہے۔

ژرار ژنیت کے علاوہ رولاں بارتھ اور میکے بال نے بیانیہ عناصر کے مباحث کو اس کی انتہا تک پہنچادیا ہے۔

حوالہ جات حواشی

۱۔ فاروقی شمس الرحمٰن (مترجم) شعریات از ارسطو، ۱۹۹۸ء، باب ۸، ص: ۷۱
۲۔ ایضاً، باب ۶، ص: ۶۵
۳۔ ایضاً، باب ۷، ص: ۶۹
۴۔ ایضاً، باب ۸، ص: ۷۲-۷۱
۵۔ ایضاً، باب ۸، ص: ۷۲
۶۔ ایضاً باب، ص: ۷۵
۷۔ ایضاً، باب، ص: ۷۶
۸۔ شمس الرحمن فاروقی: افسانے کی حمایت میں، ص: ۶۳
۹۔ شعریات، ص: ۷۵
۱۰۔ ایضاً، ص: ۷۴-۵۷

11 Viktor Shkloviski,"Sterne's Tristram Shandy:Stylistic Commentry"57 بحوالہ. Narrative Theory by Jose Angel Garcia Landa, University of Zaragoza,1990(Online edition 2005)

12 Viktor Shkloviski, La cuerda del arco: sobre la disimilitude de lo simil 84. بحوالہNarrative Theory by Jose Angel Garcia Landa, University of Zaragoza,1990(Online edition 2005)

13 Tomashevski: Thematic: 67 بحوالہ Narrative Theory by Jose Angel Garcia Landa, University of Zaragoza,1990(Online edition 2005)

۱۴۔ فاروقی شمس الرحمن: شاعری ساحری صاحب قرانی، ص:۴۵

۱۵۔ ایضاً، ص:۴۵

۱۶۔ کہانی اور متنِ افسانہ: تصور اور مسائل مشمولہ مجلہ تنقید، ۲۰۱۱ء شمارہ، ص:۱۸۵

۱۷۔ ایضاً، ص:۱۸۶۔۱۸۷

۱۸۔ فاروقی شمس الرحمن (مترجم): شعریات از ارسطو، ص:۷۵

۱۹۔ کہانی اور متنِ افسانہ: تصور اور مسائل مشمولہ مجلہ تنقید، ۲۰۱۱ء شمارہ، ص:۱۸۸

کتابیات

1. Farooqi Shamsurrahman(Tr)- Sheriyaat , NCPUL New Delhi, 1988
2.- Farooqi Shamsurrahman – Afsaney ki Himayat Mein, Maktaba Jamia Ltd, New Delhi 2006
3. Jose Angel Garcia landa-Narrative Theory, University of Zaragoza, 1990
4. Farooqi Shamsurrahman- Shayari Sahiri Saheb Qarani Vol-1, NCPUL,1999
5. Qazi Afzal Husain(Ed)- Tanqueed, Deptt of Urdu, Aligarh Muslim University, 2011